www.KitaboSunnat.com



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فکر و نظر

# اسلام کے قانونِ وراثت میں "اجتہاد" کے نام سے، ارتداد کی دعوت!

[سندھ کے ایک جج کے فیصلے پر چند ضروری گزارشات]

مسلمان ممالک میں جب تک اسلام کی علمبرداری قائم رہی، وہاں کبھی حقوقِ نسواں کا مسئلہ نہیں اُٹھا کیونکہ مسلمان اسلام کی اَبدی تعلیمات اور اُن کی حقانیت پر یقین کامل رکھتے تھے اور مملکت کا نظام اسلامی اصولوں پر استوار تھا، جس میں مرد و عورت کے الگ الگ دائرہ کار کا تعین تھا جیسا کہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے۔ چنانچہ اسلامی مملکتوں میں عورتوں کا دائرہ عمل گھر کی چار دیواری تھا، وہ اس دائرے میں رہ کر اُمور خانہ داری سرانجام دیتیں، بچوں کی دیکھ بھال اور ان کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرتیں اور خاوند کی خدمت و اطاعت بجالاتیں۔ مرد، گھر کی ان ذمے داریوں سے سبکدوش ہوتا اور پوری یکسوئی اور فراغِ خاطر کے ساتھ بیرونی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل رہتا۔ کسبِ معاش، اُمورِ جہانبانی، جہاد، سفارت کاری وغیرہ تمام معاملات مردوں کے سپرد تھے۔ یوں زندگی کی گاڑی ان دونوں پہیوں سے بحسن و خوبی چل رہی تھی، کیونکہ دونوں کا وجود، انسانی زندگی کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے۔ دونوں کی مساعی اور تگ و تاز کا انسانیت کے ارتقاء میں برابر کا حصہ ہے۔ اس معاملہ میں کوئی بھی کسی سے کمتر نہیں ہے۔ نہ انسانی و شہری حقوق میں اور نہ مملکت کے ارتقاء و عروج میں۔ تاہم دونوں کے مابین فطری صلاحیتوں میں جو فرق و تفاوت ہے جو ایک مسلمہ امر ہے، اس کے پیش نظر تقسیم کار تھی، جس کو دونوں نے قبول کیا ہوا اور اَپنایا ہوا تھا۔ یوں مرد و عورت ایک دوسرے کے حلیف تھے، حریف نہیں۔ ایک دوسرے کے معاون تھے، رقیب نہیں۔ ایک دوسرے کے ہمدرد و غم گسار تھے، باہم دشمن نہیں۔

یہ تقسیم کار چونکہ فطری اور امر الٰہی کے مطابق تھی، اس لیے اس کی وجہ سے اندرونی طور پر بھی امن و استحکام تھا اور معاشرہ معاشرتی بگاڑ سے بہت حد تک محفوظ تھا۔ علاوہ ازیں بیرونی طور پر بھی مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ قائم تھا، دشمن کو مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کا حوصلہ اور یارانہ تھا۔ گویا اس تقسیم کار یعنی عورت کا اپنے دائرہ کار (گھر) تک محدود رہنے سے ملک کی داخلی پالیسیوں میں کوئی خرابی پیدا ہوئی اور نہ بین الاقوامی سطح پر کسی کمزوری کا مظاہرہ ہوا جس سے عملی طور پر یہ واضح ہو گیا کہ انسانی معاشروں کے لیے یہی پالیسی مفید ہے جو خود خالق کائنات نے انسانوں کے لیے پسند فرمائی ہے،



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی سے ہی امن واستحکام مل سکتا ہے اور قومیں عروج وترقی سے بھی اسی طرح ہم کنار ہو سکتی ہیں، نہ کہ اس سے انحراف کر کے اور اس کے برعکس پالیسی اختیار کر کے۔

چنانچہ دیکھ لیجئے، مغربی ملکوں نے اس فطری پالیسی سے انحراف کر کے عورت کو بھی گھر کی چار دیواری سے نکال کر دفتروں اور منڈیوں میں اور کارخانوں اور فیکٹریوں میں مردوں کے دوش بدوش لا کر کھڑا کر دیا، تو ان کی صنعتی ترقی میں تو یقیناً کچھ تیزی آگئی، لیکن دو بڑے نقصان سے انہیں دوچار ہونا پڑا: ایک تو معاشرہ قلب و نظر کی پاکیزگی سے محروم ہو گیا اور جنسی ہوس اور شہوت رانی عام ہو گئی۔ دوسرا ان کا خاندانی نظام تباہ ہو گیا، اور یوں ان کی ساری ترقی وخوش حالی بے معنی ہو کر رہ گئی۔ کیونکہ انسان ساری محنت اور تگ ودو صرف اس لیے کرتا ہے کہ اسے راحت وتسکین حاصل ہو۔ اور یہ راحت اسے اس کی ماں کی آغوش فراہم کرتی ہے یا پھر جوان ہونے کے بعد وفاشعار اور اطاعت گزار بیوی کی محبت وألفت۔ صنعتی ترقی نے مغربی ملکوں میں آسائش وراحت کے اسباب ووسائل کی تو فراوانی کر دی، لیکن گھروں سے تسکین وراحت کو ختم کر دیا، کیونکہ محض اسبابِ راحت سے تو راحت اور وسائل آسائش سے تو آسائش حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ان مغربی ملکوں میں، جہاں وسائل آسائش کی فراوانی ہے، خودکشی کی وارداتیں بھی عام ہیں اور خواب آور گولیوں کا استعمال بھی روز افزوں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ محض دولت کی ریل پیل اور وسائل کی فراوانی ہی سب کچھ نہیں، نہ اس سے امن وراحت ہی نصیب ہو سکتا ہے۔ امن وراحت اس خدائی نظام ہی میں ہے جو اللہ نے انسانوں کے لیے تجویز کیا ہے: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرعد:۲۸)

"دلوں کو اطمینان اللہ کے ذکر سے ہی ملتا ہے"

مغربی ملکوں نے چونکہ اپنے آپ کو اس خدائی نظام سے محروم کر لیا ہے، تو ہر طرح کی مادی وسائنسی ترقی کے باوجود وہ گھریلو امن وسکون سے محروم ہیں، اس لیے کہ اس نے گھر کی ملکہ کو ہر ایرے غیرے نتھو خیرے کی کنیز اور خادمہ بنا دیا ہے، شمع حرم کو شمع انجمن بنا دیا ہے اور تقدس وعظمت کی اس چادر کو تار تار کر دیا ہے جو اللہ نے اس کے قامتِ زیبا کے لیے تجویز کی تھی۔ اب وہ گھر میں صرف خاوند کی مہر ومحبت کا مرکز نہیں، بلکہ کلبوں میں، دفتروں میں اور بازاروں میں ہر بوالہوس کی ہوس ناک نگاہوں کا محور ہے۔ اب صرف گھر کی زینت نہیں ہے، بلکہ اس کے جلوۂ حسن آرا سے ملک کے تمام بام ودر روشن ہیں۔ یوں ایک نہایت بیش قیمت متاع کو، جسے پردے میں چھپا کر اور غیروں کی نظروں سے بچا کر رکھنے کی تاکید کی گئی تھی، ایک شوپیس اور جنسِ بازار بنا کر رکھ دیا، تقدس وعصمت کے پیکر کو بے حیائی کا چلتا پھرتا اشتہار اور وفا کی پتلی کو جفا کا خوگر اور ہرجائی صفت بنا دیا ہے..... انا للہ وانا الیہ راجعون!

بدقسمتی سے اسلامی ملکوں میں بھی، جب سے وہاں سے اسلام کی علمبرداری ختم ہوئی ہے، مغرب



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی نقالی میں عورت کو گھروں سے باہر نکالنے کی اور مردوں کے دوش بدوش کھڑا کرنے کی مذموم مساعی کی جارہی ہیں۔ ایک آدھ ملک کو چھوڑ کر تقریباً ہر اسلامی ملک میں مغرب زدگی کا یہ فتنہ عام ہے، کیونکہ ان پر مسلط حکمران طبقہ اور ان کے اُعوان وانصار کے قلب و نظر کا رگہِ مغرب ہی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔ اس لیے انہیں اسلامی تہذیب وتمدن کے مقابلے میں مغرب کی حیاباختہ تہذیب زیادہ اچھی لگتی ہے اور اسلام کے عادلانہ نظام و قوانین کے مقابلے میں مغرب کے خود ساختہ قوانین زیادہ بھلے لگتے ہیں۔ سب سے پہلے اس شوخ چشمانہ جسارت کا اِرتکاب ترکی کے آمر مطلق مصطفیٰ کمال پاشا نے کیا۔ اس شخص نے ۱۹۲۴ء میں نہ صرف اسلامی خلافت کا خاتمہ کیا، بلکہ اسلامی قوانین کی جگہ مغربی قوانین کو بہ زور نافذ کر دیا، جب سے وہاں آج تک اسی کافرانہ نظام کا غلبہ ہے اور اسے اس طرح تحفظ حاصل ہے کہ کسی حکومت کو اس سے انحراف کرنے کی اجازت نہیں ہے، بلکہ کوئی بھی ذمے دار فرد کسی اسلامی شعار کو اختیار نہیں کر سکتا جیسا کہ اس کی ایک تازہ مثال مَروہ نامی عورت ہے۔ یہ خاتونِ محترم ترکی پارلیمنٹ کی ممبر بنی تو سر پر سکارف باندھ کے پارلیمنٹ میں گئی۔ وہاں اس کے خلاف ہنگامہ برپا ہو گیا اور اسے ترکی قانون سے غداری قرار دے کر اس خاتون کی نہ صرف رکنیت ختم کر دی گئی، بلکہ سنا ہے کہ اس کو وہاں کے شہری حقوق سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ مغرب کی نقالی میں یہ اس ترکی کا حال ہے جو کبھی اسلامی خلافت کا امین اور عالم اسلام کا محافظ اور پشتیبان تھا۔ آج وہ اس اسلامی اعزاز اور عالمی کردار سے محروم ہو کر اپنے ہی مسائل میں اس طرح اُلجھا ہوا ہے کہ کسی لحاظ سے بھی اسے اطمینان بخش نہیں کہا جاسکتا۔

بلندی اور عروج کے مقابلے میں یہ پستی اور زبوں حالی اس کا مقدر کیوں بنی؟ اس کا جواب صرف ایک ہی ہے..... اسلام سے انحراف کے نتیجے میں!! لیکن عام لوگوں کے فکر و نظر کی کجی کا یہ حال ہے کہ وہ ترکی کے اس انحراف کو قابل تقلید سمجھتے ہوئے دوسرے اسلامی ملکوں کو بھی اسلام کے معاملے میں وہی رویہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں جو ترکی نے اختیار کیا۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر اقبالؒ جیسے شخص نے بھی اپنے خطبات "تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ" کے ایک خطبے "الجہاد فی الاسلام" میں ترکی کے بعض اقدامات کی تحسین کی ہے، جس سے مغرب زدہ افراد کو مزید حوصلہ ملتا ہے۔ ڈاکٹر مرحوم کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسلام سے انحراف کو 'اجتہاد' سے تعبیر کیا ہے، حالانکہ اسلامی قوانین کی بجائے مغربی قوانین کا اختیار کرنا، یہ ترکی کا اجتہاد نہیں، بلکہ انحراف وارتداد ہے۔ اسی غلطی کا اعادہ سندھ ہائی کورٹ کے ایک جج شائق عثمانی[1] نے اپنے ایک فیصلے میں کیا ہے اور عورت کے حصہ وراثت کو مرد کے برابر کرنے کے لیے 'اجتہاد' کی دعوت دی ہے۔ ان کا یہ فیصلہ انگریزی میں ہے۔ لیکن اس کے کچھ حصے کا اردو ترجمہ ایک ریٹائرڈ جج جناب جسٹس شفیع محمدی نے ہفت روزہ 'تکبیر' کراچی میں ۲۲/اپریل ۱۹۹۸ء

(۱) ایک اخباری اطلاع کے مطابق صدرِ مملکت نے ہائی کورٹ کے مذکورہ ایڈیشنل جج کو کنفرم نہیں کیا، لہٰذا یہ شخص اب سندھ ہائی کورٹ کا رکن نہیں رہا (ادارہ)



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں شائع کروایا ہے..... اس میں جج صاحب فرماتے ہیں

"بلاشبہ بچی کے حصے کا بچے کے حصے کے مقابلے میں آدھا ہونے کے متعلق قوانین کا اطلاق اس دعوے کی غلط تشریح کا نتیجہ ہے کہ یہ (قانون) ناقابل تبدیل ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اصل میں یہ دعویٰ نتیجہ ہے مرد پرستی کے اس مزاج کا جو ہمارے سماج میں سرایت کر چکا ہے۔ ہمارے مذہب میں عورتوں کو آدھے حصے کی جو بات کی گئی ہے وہ اس کی کم سے کم حد قائم کرنے کے لیے ہے، زیادہ سے زیادہ کے لیے نہیں۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ کوئی اسلامی مملکت اجتہاد سے کام لے کر عورت کے حصے کو بڑھا دے۔ کم از کم ایک مسلم ملک یعنی ترکی تو ایسا ہے جہاں وراثت میں بچیوں اور بچوں کے حصے برابر ہیں....."

اس میں جج موصوف نے پہلے تو چند مفروضے قائم کیے ہیں:

(۱) اِسلام کے قانونِ وراثت کو اَبدی (ہمیشہ رہنے والا) اور ناقابل تبدیل سمجھنے کا دعویٰ غلط تشریح کا نتیجہ ہے۔

(۲) یہ دعویٰ مرد پرستی کا نتیجہ ہے۔

(۳) اسلام میں عورت کے آدھے حصے کی جو بات کی گئی ہے، وہ اس کی کم سے کم حد قائم کرنے کی ہے..... زیادہ سے زیادہ کے لیے نہیں۔

یہ تین مفروضے قائم کر کے وہ اس شوخ چشمانہ جسارت کا ارتکاب کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ اجتہاد کے ذریعے سے اس قانون کو تبدیل کر دیا جائے۔ اور بطورِ مثال ترکی کا نام لیا ہے کہ اس نے یہ کام کر دکھایا ہے۔ گویا ترکی کی تحسین کر کے دوسرے اسلامی ملکوں کو بھی اس کافرانہ حرکت کا ارتکاب کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

ہمیں تعجب ہے کہ فاضل جج نے یہ مفروضے کس بنیاد پر قائم کیے ہیں؟ کیا ان مفروضوں کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل ہے؟..... ان کا پہلا مفروضہ یا واہمہ یہ ہے کہ عورت کا نصف حصہ اس غلط تشریح کا نتیجہ ہے کہ یہ قانون ناقابل تبدیل اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام تبدیل ہو سکتا ہے، بلکہ ہونا چاہیے کیونکہ اسلام کی صحیح تشریح کا نتیجہ یہی ہے۔ موصوف نے اپنے اس دعوے کے مضمرات پر غور نہیں کیا، ورنہ وہ کبھی یہ کھوکھلا دعویٰ نہ کرتے۔ اس دعویٰ کا صاف مطلب یہ ہے کہ چودہ سو سال میں جو ہزاروں، بلکہ لاکھوں علماء، فقہاء گزرے ہیں، اور وہ اسلام کے قانونِ وراثت کو بالکل صحیح اور یکسر ناقابل تبدیل سمجھتے رہے ہیں، ان کا فہم اسلام ناقص اور ان کی تفسیر و تشریح قرآنی غلط ہے۔ اس کے برعکس آج کل کے مغرب زدہ مستغربین، جو قرآن کریم کو شاید دیکھ کر بھی صحیح



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پڑھنے پر قادر نہیں، کجا کہ وہ اس کو سمجھنے کی صلاحیت سے بہرہ ور ہوں، ان کا فہم قرآن صحیح اور ان کی تفسیر و تشریح معتبر ہے۔ گویا ع مستند ہے اُن کا فرمایا ہوا !!

اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ چودہ سو سال کے مفسرین و محققین اور علماء و فقہاء ہی کا فہم قرآن صحیح اور ان ہی کی توضیح و تشریح معتبر ہے اور ان کے مقابلے میں آج کے یہ متفکرین اسلام، جو عربی زبان اور قرآنی و حدیثی علوم سے یکسر نا آشنا ہیں، ان کا دعوائے فہم قرآن محض ایک اِدعاء ہے، یہ اسلام کی اَبجد سے بھی واقف نہیں۔ چودہ سو سال کے علماء و فقہاء کے مقابلے میں آج کل کے متجددین و متفکرین کو جاہل اور اسلام سے ناآشنائے محض تسلیم کر لینا زیادہ آسان بھی ہے اور قرین صواب بھی۔

یہ امر بھی اسلام کے ہر طالب علم کو بخوبی یاد ہے کہ دین نبی اکرم کے دنیا سے چلے جانے پر انتہاء ہو گیا۔ اور آپ کے جانے کے بعد دین میں کوئی اضافہ یا تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

(۲) ان کا دوسرا مفروضہ بھی براہِ راست اللہ تعالیٰ کی ذات پر حملہ ہے، عورت کا نصف حصہ وراثت اگر واقعی مرد پرستی کا نتیجہ ہے، تو اس قانون کے واضع علماء و فقہاء نہیں، خود اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ حکم حکمت و مصلحت کی بجائے کسی ایک جنس یا صنف کی بے جا طرفداری پر مبنی ہے؟ جیسا کہ موصوف کے دعوائے مرد پرستی سے یہی لازم آتا ہے۔ تو اس کے بعد اللہ حکیم و عادل قرار پائے گا، یا ظالم و غیر حکیم؟ امت کے فقہاء و علماء اور مفسرین اللہ تعالیٰ کو حکیم و عادل ہی مانتے آئے ہیں، اور اللہ پر ایمان رکھنے کا تقاضا اور مطلب بھی یہی ہے۔ اس لیے اس کے ہر حکم اور قانون کو وہ عدل و انصاف کا آئینہ دار بھی سمجھتے رہے ہیں اور حکمت و مصلحت سے پر بھی۔ چاہے وہ حکمت و مصلحت انسانوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کا زیر بحث قانونِ وراثت بھی حکمت و مصلحت سے پُر ہے۔ ذرا سوچئے! اسلام نے عورت کو کسبِ معاش کی ذمے داریوں سے فارغ رکھا ہے، جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ عورت کو تجارت و کاروبار کرنے کی ضرورت ہے، نہ فیکٹریوں اور دفتروں میں مردوں کے دوش بدوش ملازمت کے دھکے کھانے کی۔ یہ اور اس قسم کے دیگر تمام بیرونی کاموں کے ذمے دار صرف اور صرف مرد ہیں۔

جب واقعہ یہ ہے تو سرمائے اور دولت کی زیادہ ضرورت مرد کو ہے یا عورت کو؟ جس کو زیادہ ضرورت ہے، تو اس کی ضروریات کے پیش نظر اس کا حصہ زیادہ مقرر کرنا عدل و انصاف اور حکمت کے مطابق ہے یا اس کے منافی؟..... مرد و عورت کے درمیان جب نکاح کا سلسلہ قائم ہوتا ہے، تو شادی کے اخراجات بھی اصل میں مرد ہی کی طرف سے ہوتے ہیں، ولیمہ کرنا بھی اس کی ذمے داری ہے، مہر کی ادائیگی بھی مرد ہی کا فریضہ ہے علاوہ ازیں اور بھی جتنے اخراجات ہیں، ان سب کا کفیل صرف مرد ہے، عورت نہیں۔ کسی بھی مرحلے میں عورت پر کوئی مالی ذمے داری نہیں۔ جب وہ بیٹی ہے تو والدین اس کے


محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کفیل ہیں، والدین کی عدم موجودگی میں وہ بھائیوں کی بہن ہے، وہ بھائی ہی اس کے کفیل ہیں۔ میکے سے سسرال منتقل ہونے کے بعد وہ بیوی ہے، اس کا کفیل اس کا خاوند ہے۔ صاحبِ اولاد ہونے کے بعد وہ ماں کے درجے پر فائز ہو جاتی ہے۔ اب خاوند کے ساتھ ساتھ جوان اولاد بھی اس کی کفیل ہے اور خاوند کی عدم موجودگی میں تو بالخصوص اولاد ہی ماں کے تمام اخراجات کی ذمے دار ہوتی ہے۔ یہ ہے وہ اسلامی معاشرہ، جس کی بنیاد اسلامی تعلیمات ہیں۔ اس میں دیکھ لیجیے، مالی ذمے داریوں کا تمام بوجھ صرف مرد پر ہے، عورت کسی بھی موقع پر مال کمانے اور اسے خرچ کرنے کی مکلف نہیں ہے۔ جب ایسا ہے تو عورت کا نصف حصہ میراث بھی دراصل اس کے احترام و وقار کو بحال کرنا ہے۔ کیونکہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں عورت وراثت سے بالکل محروم تھی، اسلام نے ہی اسے وراثت میں حق دار قرار دے کر اس کی بے توقیری اور بے حیثیتی کو ختم کیا۔ اگر ذمے داریوں کے اعتبار سے وہ پوری وراثت کی حق دار ہوتی، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا حصہ میراث بھی مرد کے برابر ہی رکھتا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی اسے تمام مالی ذمے داریوں سے اور بیرونی معاملات سے مستثنیٰ رکھا ہے، تو یہ بات کس طرح عدل وانصاف کے مطابق ہوتی ہے کہ اس کا حصہ میراث بھی اس مرد کے برابر ہو تا جس پر مالی ذمہ داریوں کا تمام بوجھ ڈال دیا گیا ہے؟

(۳) موصوف کا تیسرا دعویٰ بھی یکسر بے بنیاد ہے، آخر قرآن کے کس لفظ سے یہ بات نکلتی ہے کہ عورت کا آدھا حصہ کم از کم حد ہے؟ اگر یہ بات بالفرض صحیح تسلیم کر لی جائے، تو دوسرا سوال یہ ہے کہ پھر زیادہ سے زیادہ حد کیا ہو گی یا کیا ہونی چاہیے؟ اگر مرد کے برابر یا اس سے زیادہ مقرر کی جائے گی تو مرد بجا طور پر معترض ہوں گے کہ مالی معاملات کے تمام تر ذمے دار تو ہم ہیں، پھر عورت کو جس پر سرے سے کوئی بوجھ ہی نہیں، ہمارے برابر یا ہم سے بھی زیادہ حصہ کیوں رکھا گیا ہے؟ اس کا کوئی معقول جواب ان متجددین و متفکرین اسلام کے پاس ہے؟ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ..... اور اگر عورت کا حصہ مرد کے برابر یا اس سے زیادہ تو مقرر نہیں کیا جاتا، نصف سے تھوڑا بڑھا دیا جائے، تو کیا عورت پرستی کے مریض مطمئن ہو جائیں گے؟ یقیناً نہیں ہوں گے، ان کا اعتراض اور مطالبہ هَلْ مِنْ مَّزِيْد برقرار ہی رہے گا۔ پھر اس کھکھیڑ سے جس کو یہ متجددین "اجتہاد" کا نام دے رہے ہیں، کیا حاصل ہو گا؟

(۴) رہی بات اجتہاد کی اور اس کی دعوت کی؟ تو دراصل یہ لوگ اجتہاد کی حقیقت سے ہی بے خبر ہیں، ورنہ اس دیدہ دلیری سے مسئلہ زیر بحث میں اجتہاد کی دعوت نہ دی جاتی۔ اجتہاد کا دروازہ یقیناً کھلا ہوا ہے۔ ہر دور میں اجتہاد ہوتا رہا ہے، آج بھی اجتہاد ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔ بہت سے مسائل آج بھی یقیناً دعوتِ اجتہاد دے رہے ہیں، اور ان میں اجتہاد کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ کون سے مسائل ہیں؟ وہ مسائل نہیں جن میں قرآن کریم کی صریح آیات اور نبی اکرم کے واضح فرامین موجود ہیں۔ ایسے مسائل



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں تو اجتہاد کی کوئی گنجائش ہی نہیں، کیونکہ مَنصُوص مسائل میں بغیر چوں وچرا کیے ایمان لانا اور ایمان رکھنا ضروری ہے، ان کی بابت اجتہاد کی دعوت دینا دراصل اسلام سے بغاوت اور کفر وارتداد ہے۔ جسٹس موصوف نے بھی ایک منصوص اور متفق علیہ مسئلے میں اجتہاد کی دعوت دے کر کفر وارتداد کا ہی ارتکاب کیا ہے، جس سے انہیں اگر وہ مسلمان رہنا اور اسلام پر ہی مرنا چاہتے ہیں، فوراً توبہ کرنی چاہیے۔

(۵) اسی طرح ترکی کے اقدام کو بطورِ مثال پیش کرنا بھی ذہنی ارتداد کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ترکی میں اگر عورت کا حصہ وراثت مرد کے برابر ہے تو انہوں نے یہ قانون اجتہاد کر کے نہیں بنایا ہے (کیونکہ ایسا اجتہاد ہو ہی نہیں سکتا) بلکہ اسلام سے انحراف وبغاوت کر کے یہ قانون جبراً نافذ کیا ہے۔ اب جس کو اسلام سے انحراف وبغاوت محبوب ہے، وہ بصد شوق اسے مستحسن سمجھے، لیکن جسے اسلام عزیز ہے اور وہ مسلمان رہنا چاہتا ہے، تو وہ کبھی بھی ترکی کے اس اقدامِ بغاوت کو نظرِ تحسین سے نہیں دیکھے گا، چہ جائیکہ وہ اس کی تقلید کی دعوتِ عام دینے کی جسارت کرے۔ (حافظ صلاح الدین یوسف)

## [illegible]

معروف دینی رہنما اور نامور خطیب ومناظر مولانا عبد القادر روپڑی کافی عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ بیماری کی شدت کی وجہ سے ان دنوں نقل وحرکت کے قابل بھی نہیں رہے۔ مسلسل تین ماہ اتفاق ہسپتال میں زیر علاج رہ کر گذشتہ چند دنوں سے گھر میں تشریف لا چکے ہیں۔ اگرچہ مرض میں کافی اِفاقہ اور صحت قدرے بہتر ہے تاہم ابھی مکمل صحت یاب نہیں ہوئے۔

اللہ کی شان کہ گھنٹوں قرآن وحدیث کی ایمان افروز برکھا سے خشک دلوں کو سرسبز وشاداب کرنے والے یہ سحر انگیز خطیب اور شرک وبدعت کی خزاں سے کجلائے ہوئے ضعیف الاعتقاد قلوب میں توحید وسنت کی جوت لگا دینے والے یہ مقرر ایک عرصہ سے قوتِ گویائی سے بھی محروم ہیں۔

گذشتہ دنوں ادارۂ محدث کی دعوت پر تشریف لانے والے قطر کے چیف جسٹس عبد الرحمٰن المحمود اور محدث کے مدیر اعلیٰ اپنے اَحباب کی معیت میں آپ کی عیادت کے لئے گئے اور انہوں نے آپ کی صحت وعافیت کے لئے دعائے خیر کی۔

قارئین محدث اور دیگر تمام اہل اسلام سے ادارۂ محدث جناب مولانا عبد القادر روپڑی کی صحت وعافیت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مرض کی آزمائش سے جلد عافیت نصیب فرمائے اور آپ کی بابرکت ذات کو ملک وقوم کی بھلائی کے لئے تادیر سلامت رکھے...... آمین!

اللهم اقض حاجاتنا واشفِ مرضانا ومرضى المسلمين، أذهب البأس

ربَّ الناس واشف أنتَ الشافي لا شفاء إلا شفاؤك شفاءً لا يغادر سقماً



محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ